تنویر

حُسین سحرؔ

تنویر

(دینی شاعری)

حُسین سحرؔ

کتاب نگر حسن آرکیڈ، ملتان

ضابطہ

(جملہ حقوق محفوظ)

اشاعتِ اوّل	2000ء
کمپوزنگ	کمپوگرافکس، ملتان
طباعت	ملتان آرٹ پریس، ملتان
ناشر	کتاب نگر حسن آرکیڈ، ملتان
قیمت	-/100 روپے

انتساب

اپنے پیارے بیٹے
شہزاد حسین کے نام

ترتیب

حمد

۱۔ زمینوں میں تو آسمانوں میں تو
۲۔ میری آنکھوں میں روشنی تیری
۳۔ جبینِ صبح کو جو نور سے معمور کرتا ہے
۴۔ فرض جو ہم پر ہے کچھ ایسے ادا کرتے رہیں
۵۔ بے نیازی کی حد نہیں کوئی
۶۔ زمین تیری ہے یہ ہفت آسماں تیرے

نعت

۱۔ ان کی جانب سے نہ گر توفیق ہو
۲۔ جو ظلم و جہل کی دنیا میں تیرگی پھیلی
۳۔ رہا نہ قیصر و کسریٰ کا کچھ حشم باقی
۴۔ ان کی رہ کی جو دھول ہو جائے
۵۔ بر مگِ جہل خرد گرچہ تیرگی ہے بہت
۶۔ مجھ کو کرم کی ایسی ضیا دیجئے حضورؐ!
۷۔ قلم میرا کبھی جب مدحتِ سرکار کرتا ہے
۸۔ محمد مصطفیٰؐ ہیں جانِ رحمت
۹۔ جب جوشِ بحرِ رحمتِ باری میں آ گیا
۱۰۔ جونہی ظلمت خانۂ دنیا میں آئے مصطفیٰؐ
۱۱۔ آپؐ کے در کی یہ غلامی ہے
۱۲۔ ظلمتِ زندگی میں ضیا چاہیئے
۱۳۔ جہاں کو ہے سائباں کی حاجت
۱۴۔ میں نے دیکھا جو خواب رحمت کا
۱۵۔ وہ چاندنی ہے مہِ دو جہاں کے سائے میں
۱۶۔ مدحت کو تری کون ثنا خواں نہیں نکلا؟
۱۷۔ خیالِ خلدِ شہِ ذوالمننؐ میں چھوڑ آئے
۱۸۔ چاندنی میں نہ وہ ضیا میں ہے
۱۹۔ نہ کہکشاں نہ کسی آسماں سے آیا ہے
۲۰۔ سیم و لعل و زر نہ گوہر چاہیئے
۲۱۔ میں مدحِ سرکار کر رہا ہوں
۲۲۔ یہ جو ہیں سرکار کے در پر منور سلسلے
۲۳۔ جس قدر ہیں رفتہ و موجود و آئندہ نقوش
۲۴۔ یہ آپؐ ہی کا ہے شہِ ہر دو سرا شرف
۲۵۔ کسی بھی وصف کا ان کے حصار ناممکن
۲۶۔ ان کے دربار میں جو ہوئی حاضری
۲۷۔ کچھ نہیں چاہتا میں اُن کی زیارت کے سوا
۲۸۔ آپؐ ام الکتاب لائے ہیں
۲۹۔ کیسے ممکن ہے کہ امت ہو نبی کوئی نہ ہو
۳۰۔ جب کبھی صلِ علیٰ پڑھتے ہوئے ہم سو گئے
۳۱۔ چاہتا ہو جو بھی جینے کی بہار
۳۲۔ دل میں ان کا جو نور ہو جائے

۳۳۔ چارہ گرِ مصائب و آلام آپؑ ہیں

۳۴۔ حیات کچھ بھی نہیں اُن کی آرزو کے بغیر

۳۵۔ درِ اقدس پہ نظرِ محوِ تلاوت گزری

۳۶۔ چمکے کبھی جو میرا ستارہ نصیب کا

۳۷۔ مرے آقا مرے سلطان چلا آیا ہوں

منقبت

۱۔ پنجتنؑ

۲۔ قصیدۂ ولایت

۳۔ مولا علیؑ

۴۔ فاطمہؑ

۵۔ حسنؑ

سلام

۱۔ دینِ محمدیؐ کو بچایا حسینؑ نے

۲۔ دشت میں خاموش یوں اک بولتا قرآن ہے

۳۔ چاروں طرف ہے میرے فضائے غمِ حسینؑ

۴۔ دل میں مرے جو غم کا دجلہ گرتا ہے

۵۔ دشتِ بلا میں آج گلستاں اسی کا ہے

۶۔ دہر سے مٹائی یوں شب کی تیرگی تو نے

۷۔ آسمانِ کربلا میں کیا تھی پروازِ حسینؑ

۸۔ نقوشِ صحرا

۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱
۱۶	۱۵	۱۴	۱۳	۱۲	۱۱	۱۰	۹
۲۴	۲۳	۲۲	۲۱	۲۰	۱۹	۱۸	۱۷
۳۲	۳۱	۳۰	۲۹	۲۸	۲۷	۲۶	۲۵
۴۰	۳۹	۳۸	۳۷	۳۶	۳۵	۳۴	۳۳
۴۸	۴۷	۴۶	۴۵	۴۴	۴۳	۴۲	۴۱
۵۶	۵۵	۵۴	۵۳	۵۲	۵۱	۵۰	۴۹
۶۴	۶۳	۶۲	۶۱	۶۰	۵۹	۵۸	۵۷
۷۲	۷۱	۷۰	۶۹	۶۸	۶۷	۶۶	۶۵
۸۰	۷۹	۷۸	۷۷	۷۶	۷۵	۷۴	۷۳
۸۸	۸۷	۸۶	۸۵	۸۴	۸۳	۸۲	۸۱
۹۶	۹۵	۹۴	۹۳	۹۲	۹۱	۹۰	۸۹
۱۰۴	۱۰۳	۱۰۲	۱۰۱	۱۰۰	۹۹	۹۸	۹۷
۱۱۲	۱۱۱	۱۱۰	۱۰۹	۱۰۸	۱۰۷	۱۰۶	۱۰۵
۱۲۰	۱۱۹	۱۱۸	۱۱۷	۱۱۶	۱۱۵	۱۱۴	۱۱۳
۱۲۸	۱۲۷	۱۲۶	۱۲۵	۱۲۴	۱۲۳	۱۲۲	۱۲۱

زمینوں میں تُو آسمانوں میں تُو
یہاں اور وہاں دو جہانوں میں تُو

تُو ہی لامکاں میں ہے جلوہ کناں
مکینوں میں تو ہے مکانوں میں تو

فقط ماضی و حال و فردا نہیں
ازل اور ابد کے زمانوں میں تو

سمندر کی بے انت گہرائی میں
فلک بوس سنگیں چٹانوں میں تو

سلگتے ہوئے دشت مسکن ترا
مہکتے ہوئے گلستانوں میں تو

تو حدِ نظر سے بھی آگے عیاں
پرندوں کی اونچی اڑانوں میں تو

برستی ہوئی دھند تیری ردا
دھنک کی چمکتی کمانوں میں تو

مری فکر کے زاویوں میں نہاں
خیالوں میں تو ہے گمانوں میں تو

ترا روپ چمکی ہوئی دھوپ میں
خنک ابر کے سائبانوں میں تو

کہاں ہے؟ نہیں ہے کہاں تیری ذات؟
حقیقت میں تو داستانوں میں تو

لبوں پر ترا نام شام و سحر
دلوں کے ہے مخفی خزانوں میں تو

میری آنکھوں میں روشنی تیری
میرے سانسوں میں زندگی تیری

تُو ہی ارض و سما کا مالک ہے

ملک تیرا ہے خسروی تیری

کوہ و صحرا سے دشت و دریا تک
ایک محفل سی ہے سجی تیری

تیرا سورج ترے ستارے ہیں
چاند تیرا ہے چاندنی تیری

دن کی سب رونقیں ترے دم سے
اور راتوں کی خامشی تیری

ندیوں میں تری روانی ہے
آبشاروں میں نغمگی تیری

مسکراہٹ ہے تیری کلیوں میں
کھلتے پھولوں میں ہے ہنسی تیری

پتے پتے کے لب پہ تیرا ذکر
دھوم ہر سمت ہے مچی تیری

عاجز و گنگ ہے زبانِ سحرؔ
حمد کچھ بھی نہ ہو سکی تیری

جبینِ صبح کو جو نور سے معمور کرتا ہے
وہی لوحِ افق سے تیرگی کافور کرتا ہے

بھلا وہ کون ہے سنتا ہے جو فریاد مضطر کی؟
اور اس کی ہر مصیبت کو جو بڑھ کر دور کرتا ہے

یہ اس کی بے نیازی ہے غنی ہے وہ دو عالم سے
کہ دیتا ہے کبھی غم اور کبھی مسرور کرتا ہے

سنے گا کیوں نہ اپنی بارگہ میں آرزو میری؟
دعا کو جو درونِ سینہ بھی منظور کرتا ہے

مری شامِ الم کو وہ سحرؔ سے کیوں نہ بدلے گا؟
جو اپنے نور سے ہر ذرہ رشکِ طور کرتا ہے

فرض جو ہم پر ہے کچھ ایسے ادا کرتے رہیں
اپنے خالق اور مالک کی ثنا کرتے رہیں

بخشتی رہتی ہے اس کی رحمتِ بے انتہا
لاکھ ہم عاصی خطاؤں پر خطا کرتے رہیں

گو ہمارے دل کے اک اک راز سے واقف ہے وہ
پھر بھی اس کی بارگہ میں ہم دعا کرتے رہیں

آتی جاتی سانس میں ہوں بندگی کی نکہتیں
نطق کو تسبیح سے ہم آشنا کرتے رہیں

زندگی کا ایک اک لمحہ امر ہو جائے گا
حمدِ رب العالمیں صبح و مسا کرتے رہیں

اس کا جلوہ بھی نظر آ جائے گا اک دن ہمیں
گاہے گاہے دیدۂ دل کو جو وا کرتے رہیں

حق ادا ممکن نہیں اس کی عبادت کا کبھی
رات دن گردش اگر ارض و سما کرتے رہیں

اس نے بھیجا ہے محمدؐ کو بنا کر پیشوا
جس قدر ہو شکر اس احسان کا کرتے رہیں

کونسی نعمت ہے جو بخشی نہیں اس نے سحرؔ
ذکر اس کا چاہیئے اہلِ وفا کرتے رہیں

بے نیازی کی حد نہیں کوئی
اس سے بڑھ کر صمد نہیں کوئی

اس کے ہر جا نشان ہیں لیکن
قد و رخ، خال و خد نہیں کوئی

ابتدائے ازل نہیں جیسے
انتہائے ابد نہیں کوئی

اس سمندر کا ایک قطرہ ہوں
جس کی وسعت کی حد نہیں کوئی

جو رواں ہے ہماری سانسوں میں
اس کی ہستی کا رد نہیں کوئی

اس کی یکتائی کہہ رہی ہے سحرؔ
ویسی ہستی احد نہیں کوئی

زمیں تیری ہے یہ ہفت آسماں تیرے
نشاں ہیں میرے خدایا کہاں کہاں تیرے

یہ عرش و فرش یہ کرسی یہ لامکاں تیرے
زماں، مکاں یہ ملائک یہ انس و جاں تیرے

یہ برق و باد یہ ابرِ گہر فشاں تیرے
یہ موجِ آب یہ کشتی یہ بادباں تیرے

طیور زمزمہ پرداز ہیں ثنا میں تری
یہ جن و انس یہ قدسی ہیں مدح خواں تیرے

تری عطائیں افق در افق ہیں لامحدود
عنایتوں کے سمندر ہیں بیکراں تیرے

یہ کہہ کے ہو گئے خاموش اہلِ حال آخر
کہ وصف کر نہیں سکتی بیاں زباں تیرے

یہ شمس و نجم و قمر، روز و شب، یہ شام و سحر
دکھائی دیتے ہیں چاروں طرف نشاں تیرے

ان کی جانب سے نہ گر توفیق ہو
کس طرح پھر نعت کی تخلیق ہو؟

جسم سے پہلے مری ہو حاضری
روح کو حاصل اگر تشویق ہو

کس طرح حاصل نہ ہو سوزِ یقیں
دل اگر فاروق اور صدیق ہو

میرا فن شائستۂ عشقِ نبیؐ
میرا لہجہ کیوں نہ نستعلیق ہو؟

لطف تو جب ہے لبِ اعجاز سے
میرے اک اک حرف کی توثیق ہو

نام لیوا ہے اگر ان کا سحر
کیسے دل یہ کافر و زندیق ہو؟

جو ظلم و جہل کی دنیا میں تیرگی پھیلی
تو ماہِ طیبہ کی ہر سمت چاندنی پھیلی

خموش وقت کی نبضیں تھیں آپؐ سے پہلے
حضورؐ! آپؐ کے آنے سے زندگی پھیلی

بشر ہوا تھا قتال و جدال کا عادی
جب آپؐ آئے زمانے میں آشتی پھیلی

سمجھ میں آیا ہے معبود و عبد کا رشتہ
حضورؐ! آپؐ سے خوشبوئے بندگی پھیلی

یہ آپؐ ہی کا ہے احسان آدمیت پر
کہ علم عام ہے دنیا میں آگہی پھیلی

ہماری آنکھ کا کاسہ ہے پُر تجلی سے
ہمارے دل میں تھی عرفاں کی تشنگی پھیلی

سحرؔ یہ فیض ہے تخلیقِ نعتِ سرورؐ کا
مرے قلم کی رگوں میں ہے روشنی پھیلی

رہا نہ قیصر و کسریٰ کا کچھ حشم باقی
مگر جہاں میں ہے جاہِ شہِ اُممؐ باقی

ہے آستانِ شہِ کائنات پائندہ
نہ تختِ جم ہے نہ ہے **گلشنِ** ارم باقی

رہے گا تا بہ ابد پر ضیا و رخشندہ
حضورؐ! آپؐ کا نقشِ کفِ قدم باقی

ہمارے سر پہ فقط رحمتِ دو عالم کا
رہے گا حشر تلک سایۂ کرم باقی

یہی دعا ہے ملوث نہ مدحِ غیر میں ہو
خدا کرے کہ رہے حرمتِ قلم باقی

ہلالِ نو جو چمکتا ہے آسماں پہ سحرؔ
یہ زلفِ صاحبِ واللیل کا ہے خم باقی

ان کی رہ کی جو دھول ہو جائے
رشکِ جنت وہ پھول ہو جائے

کیوں نہ فردوس کے ہو سائے میں
جو غلامِ بتولؑ ہو جائے

شہرِ سرکارؐ کی فضاؤں میں
زندگی با اصول ہو جائے

میرا انجام ان کے در پہ ہو
ساری محنت وصول ہو جائے

دین و دنیا مرے سنور جائیں
گر نگاہِ رسولؐ ہو جائے

حشر میں بھی پڑھوں میں نعت سحرؔ
یہ تمنا قبول ہو جائے

برنگِ جہلِ خرد گرچہ تیرگی ہے بہت
ہمارے دل میں عقیدت کی روشنی ہے بہت

نہیں ہے میری زباں کو ضرورتِ الفاظ
کہ میری آنکھوں میں اظہار کی نمی ہے بہت

عطا ہو ایک کرن ہم کو مہرِ رحمت کی
مسرتوں سے یہ محروم زندگی ہے بہت

خزاں کا وار چلے گا نہ دل کی کلیوں پر
کہ اس چمن میں محبت کی تازگی ہے بہت

حضورؐ! ابرِ کرم سے ہمیں کریں سیراب
ہماری زیست میں احساسِ تشنگی ہے بہت

نہیں ہے ہم کو کسی اور روشنی کی طلب
حضورؐ کے درِ اقدس کی روشنی ہے بہت

ہے دو جہاں کے سلاطین کا وہی سلطاں

کہ جس کے طرزِ تمدن میں سادگی ہے بہت
سحؔر ہو نور سے معمور کیوں نہ ارضِ حرم
دعاؤں میں مہِ بطحا کی چاندنی ہے بہت

مجھ کو کرم کی ایسی ضیا دیجیے حضورؐ!
سب تیرگی غموں کی مٹا دیجیے حضورؐ!

مٹ جائے میرے سینے کا جس سے ہر ایک زنگ
اس آئنے کو ایسی جلا دیجیے حضورؐ!

ہے آپؐ ہی کے ہاتھ میں ہر درد کی دوا
میرے دلِ حزیں کو شفا دیجیے حضورؐ!

گردابِ غم کی موج ڈبو دے نہ زندگی
کشتی کو میری پار لگا دیجیے حضورؐ!

باغِ بہشت کی مجھے ٹھنڈک نصیب ہو
دامن کی مجھ کو ایسی ہوا دیجیے حضورؐ!

الفت کی روشنی کی ضرورت ہے پھر ہمیں
کردارِ جاں فزا کی ادا دیجیے حضورؐ!

سب اضطراب روح کے اندر کا دور ہو
کملی مجھے سکوں کی اڑھا دیجیے حضورؐ!

واقف نہیں ہے نعت کے آداب سے سحؔر
اس کو شعورِ مدح و ثنا دیجیے حضورؐ!

قلم میرا کبھی جب مدحتِ سرکار کرتا ہے
تو جوئے حرف کو یہ قلزمِ زخار کرتا ہے

جہاں پر گنگ ہو جائیں بلاغت کی زبانیں بھی
مرے آنسو کو قدرت ہے کہ یہ اظہار کرتا ہے

سنہری جالیوں کا ایک اک حلقہ مرے دل سے
لبِ جبریلؑ کے پیرائے میں گفتار کرتا ہے

نہیں ہے بڑھ کے نکہت خلد کی طیبہ کی خوشبو سے

ہوا کا ایک جھونکا فاش یہ اسرار کرتا ہے
اگر یہ آستانِ رحمت للعلمینؐ ہی ہے
تو مجرم اپنے ہر اک جرم کا اقرار کرتا ہے

مسیحائے دو عالم کے درِ اقدس پہ حاضر ہوں
شفایابی کا چارہ ہر دلِ بیمار کرتا ہے

جو داتا دو جہاں میں ہے عطا کا بحرِ بے پایاں
مرے دامانِ خالی کو وہ گوہر بار کرتا ہے

زمانہ دیکھتا ہے تیرگی جب جہل کی ہر سو
علاج اس کا فقط اک پیکرِ انوار کرتا ہے

درودِ پاک میں پنہاں ہے ایسی سرمدی قوت
کہ یہ حرفِ دعا کو عرش کے اس پار کرتا ہے

سحرؔ یہ نعت ہی کے شعر کو اعزاز ہے حاصل
کہ ظلمت میں ادا یہ نور کا کردار کرتا ہے

محمدؐ مصطفےٰ ہیں جانِ رحمت
کہ شایاں ہے انھی کے شانِ رحمت

مرے لب پر ہے ان کا نام نامی
ہے میرے چار سو بارانِ رحمت

دو عالم پر رواں ہے ان کا سکہ
دو عالم میں ہیں وہ سلطانِ رحمت

شفیعِ عاصیاں تشریف لائے
تو محشر بن گیا میدانِ رحمت

گنہگاروں کے حق میں روزِ محشر
جھکی جاتی ہے کیوں میزانِ رحمت؟

ہے ہر اک لفظ مدحِ رحمتِ کل
مرا دیوان ہے دیوانِ رحمت

کرو تم جس قدر جی چاہے حاصل
سحرؔ پھیلا ہوا ہے خوانِ رحمت

جب جوشِ بحرِ رحمتِ باری میں آ گیا
احمدؐ کا نور آدمِ خاکی میں آ گیا

طیبہ میں جونہی پہنچا تو محسوس یہ ہوا
جیسے میں ایک جنتِ ارضی میں آ گیا

تڑپا کچھ اس ادا سے دلِ زار یہ مرا
سینے سے سیدھا آپ کی جالی میں آ گیا

ہم آ گئے جو دامنِ رحمت کے سائے میں
لطفِ بہارِ حشر کی گرمی میں آ گیا

یہ ان کا فیض ہے کہ حصارِ کرم میں ہوں
پربت کا تھا جو حسن وہ رائی میں آ گیا

منظور ان کے نقشِ کفِ پا کا تھا ادب
سارا مدینہ درگہِ عالی میں آ گیا

مولا سحرؔ کو بھی ہو عطا اس کی اک جھلک
جو سوزِ عشق جامی و سعدی میں آ گیا

جونہی ظلمت خانۂ دنیا میں آئے مصطفیٰؐ
چودھویں کا چاند بن کر جگمگائے مصطفیٰؐ

کہکشاں کی حیثیت کیا ہوگی اس کے سامنے؟
خاکِ پائے مصطفیٰؐ ہے خاکِ پائے مصطفیٰؐ

کہہ رہا ہے خالقِ ہر دو سرا قرآن میں
یہ جہاں اور وہ جہاں سب ہیں برائے مصطفیٰؐ

ان کے دم سے روشنی بھی واقعی ہے روشنی
دو جہاں کے آئنے میں ہے جلائے مصطفیٰؐ

اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گی محبت کی ادا؟
خون کے پیاسوں کے حق میں ہے دعائے مصطفیٰؐ

کعب و بوصیری ہی تک مخصوص کیوں ہو یہ شرف
مجھ کو بھی مل جائے اے مالک! ردائے مصطفیٰؐ

اک قدم چلنے کی بھی مجھ میں نہیں ہمت ذرا
ہاں لیے جاتا ہے بس شوقِ لقائے مصطفیٰؐ

ہو نہ گر توفیق تو اک لفظ بھی ممکن نہیں
نعت گوئی ہے سحرؔ میری عطائے مصطفےٰؐ

آپؐ کے در کی یہ غلامی ہے
کوئی سعدی ہے کوئی جامی ہے

آپؐ کے آستاں پہ ایک ہیں سب
کوئی ترکی نہ کوئی شامی ہے

دل کی دھڑکن ہے میری محوِ درود
خود کلامی سی خود کلامی ہے

آ کے طیبہ میں یہ ہوا معلوم
عشق کا رنگ ہی دوامی ہے

آپ کے ایک آسرے کے سوا
کون اپنا شفیع و حامی ہے

ہم کو سیراب کیجئے آقا!
تشنہ کامی سی تشنہ کامی ہے

شاعری کچھ نہیں سحرؔ میری
عشقِ سرکار کی پیامی ہے

ظلمتِ زندگی میں ضیا چاہیئے
بس مجھے آپؐ کا نقشِ پا چاہیئے

کھل اٹھے جس سے افسردہ دل کی کلی
شہرِ طیبہ کی ٹھنڈی ہوا چاہیئے

لطف آ جائے گا بندگی کا ہمیں
خاکِ طیبہ پہ سجدہ ادا چاہیئے

باغِ جنت کی مجھ کو ضرورت نہیں
شہرِ سرکار کی بس فضا چاہیئے

نوعِ انسان کی رہبری کے لیے
اُسوۂ سیدؐ انبیاء چاہیئے

آپؐ کا آستانہ سلامت رہے
بے کسوں کو یہی آسرا چاہیئے

گنبدِ سبز کے زیرِ سایہ ہوں میں
زندگی! اب بتا اور کیا چاہیئے؟

نعت کہتا رہوں نعت لکھتا رہوں
رات دن بس خیالِ ثنا چاہیئے

موجِ خوشبو سے سینہ مہکتا رہے
دل میں عشقِ شہِ دو سرا چاہیئے

آنکھ میں ان کی الفت کی ضو ہو سحر
اور ہونٹوں پہ صلِ علیٰ چاہیئے

جہاں کو ہے سائباں کی حاجت
زمیں کو ہے آسماں کی حاجت

نہیں کسی بھی زباں کی حاجت
مجھے ہے اشکِ رواں کی حاجت

حضورؐ کے نقشِ پا ہیں جس پر
مجھے ہے اس کہکشاں کی حاجت

مجھے ہے درکار خاکِ طیبہ
نہیں ہے باغِ جناں کی حاجت

ہے سامنے گلشنِ مدینہ
مجھے ہے اک آشیاں کی حاجت

ہوں آپؐ کے در کی جستجو میں
کہ سر کو ہے آستاں کی حاجت

وہ دل کی حالت کو جانتے ہیں
مجھے نہیں ہے بیاں کی حاجت

خشوع طاری ہو جس کو سن کر
فضا کو ہے اس اذاں کی حاجت

حضورؐ نے بھر دیا ہے دامن
کہاں کی خواہش کہاں کی حاجت؟

سحر کو ہے روشنی کی خاطر
رخِ شہِ دو جہاں کی حاجت

میں نے دیکھا جو خواب رحمت کا
کھِل اٹھا ہر گلاب رحمت کا

میری آنکھوں میں آ گئے آنسو
کیا ملا ہے جواب رحمت کا!

میرے لب پر درود آتے ہی
مل گیا ہے ثواب رحمت کا

آپؐ آئے ہیں کوہِ فاراں پر
چھا رہا ہے سحاب رحمت کا

آپؐ کا ہر عمل کرم سے پُر
آپؐ کا ہر خطاب رحمت کا

ظلمتیں دور ہو گئیں غم کی
آیا جب آفتاب رحمت کا

چار سو اس کی چاندنی پھیلی
وہ ہے اک ماہتاب رحمت کا

کوئی اپنا ہو یا پرایا ہو
وا ہے سب پر وہ باب رحمت کا

جس کا نامِ کریم قرآں ہے
ہے مکمل نصاب رحمت کا

بحر وہ بے کنار کیا ہو گا؟
جب فلک ہے حباب رحمت کا

دیکھنا ہو تو آؤ طیبہ میں
جلوۂ بے حساب رحمت کا

خالقِ دو جہاں نے فرمایا
ان کے نام انتساب رحمت کا

نعت لکھی سحر تو دل مہکا
یوں کیا اکتساب رحمت کا

وہ چاندنی ہے مہِ دو جہاں کے سائے میں
ہے سارا شہرِ نبیؐ کہکشاں کے سائے میں

عقیدتوں کے گلاب اور مدحتوں کے سمن
مہکتے ہیں مرے اشکِ رواں کے سائے میں

نظارہ گنبدِ خضرا کا ہے سکوں پرور
عجیب لطف ہے اس سائباں کے سائے میں

حقیقتاً شہِ معراج کا ہے سارا فیض
چمک رہی ہے زمیں آسماں کے سائے میں

درِ نبیؐ پہ عبادت کا لطف کیا کہنا!
درود پڑھتے صفِ قدسیاں کے سائے میں

دکھائی دیتا ہے میدانِ حشر میں ہر سُو
کہ دو جہاں ہیں شہِ انس و جاں کے سائے میں

ہمیں بھی آقا عطا ہو یقین کی صورت
تمام عمر ہے گزری گماں کے سائے میں

رہے ہم ایسے مدینے میں چند روز سحرؔ
رہے ہیں جیسے کہ باغِ جناں کے سائے میں

مدحت کو تری کون ثنا خواں نہیں نکلا؟
اک حرف بھی لیکن تیرے شایاں نہیں نکلا

ہو جس کے نہ دل میں کوئی سرکار کی الفت
ایسا تو کوئی صاحبِ ایماں نہیں نکلا

جو اُن کی طرح موڑ دے رخ وقتِ رواں کا
تاریخ میں ایسا کوئی انساں نہیں نکلا

آئے جو کوئی تیغِ محبت کے مقابل
اک ایسا مخالف سرِ میداں نہیں نکلا

دیکھے ہیں بہت ہم نے مسیحائی کے دعوے
جُز ان کے کوئی درد کا درماں نہیں نکلا

جاتا ہوں مدینے کو لیے شوقِ فراواں
میں گھر سے کوئی بے سر و ساماں نہیں نکلا

جی بھر کے مجھے دیکھنے دو گنبدِ خضرا
سچ تو ہے ابھی دید کا ارماں نہیں نکلا

جو سامنے آقا کے سحرؔ پیش کروں میں
اک شعر بھی ایسا سرِ دیواں نہیں نکلا

***

خیال خلدِ شہِ ذوالمننؐ میں چھوڑ آئے
دل اپنا طیبہ کے کوہ و دمن میں چھوڑ آئے

جو آئے طیبہ سے واپس تو یوں ہوا محسوس
کہ دھیان روضۂ شاہِ زمن میں چھوڑ آئے

شگفتگی ہے نہ سینے میں اب طراوت ہے
متاعِ نکہتِ گل ہم چمن میں چھوڑ آئے

نہیں ہے پاس ہمارے بیاں کی قوت
زباں حضورؐ کی ہم انجمن میں چھوڑ آئے

کہاں ہیں نکہتِ روحِ حیات کی موجیں
جو خاکِ طیبہ کے ہم پیرہن میں چھوڑ آئے

اب آئے ہیں تو عجب حال ہے ہمارا بھی
کہ جیسے خود کو مسافر وطن میں چھوڑ آئے

نہیں نظر کا سکون و قرار اب باقی
سوادِ گنبدِ سایہ فگن میں چھوڑ آئے

حرم سے آنے کو ہم آگئے سحرؔ لیکن
نگاہ نورِ حرم کی کرن میں چھوڑ آئے

***

چاندنی میں نہ وہ ضیا میں ہے
نور جو اُن کے نقشِ پا میں ہے

عرشِ اعظم کی ساری رعنائی
رخِ سردارِ انبیاء میں ہے

ڈھونڈنے والو! خلد کی نکہت
شہرِ سرکار کی ہوا میں ہے

خالقِ کائنات کا جلوہ
آپ کی ایک اک ادا میں ہے

جب بھی پڑھتا ہوں میں درودِ پاک
روح شامل مری صدا میں ہے

یوں تو میں آ گیا ہوں طیبہ سے
دل مگر اب بھی اس فضا میں ہے

وہ تجلی نہیں کہیں بھی سحرؔ
جو درِ شاہِ دو سرا میں ہے

نہ کہکشاں نہ کسی آسماں سے آیا ہے
وہ رشکِ ماہ اسی خاکداں سے آیا ہے

غموں کی دھوپ میں دنیا سلگ رہی تھی بہت
سروں پہ سایہ اُسی سائباں سے آیا ہے

ملا ہے صلح کا کردار آدمیّت کو
پیامِ امن شہِ انس و جاں سے آیا ہے

شفیعِ روزِ جزا کی ہے حشر میں آمد
یقین اس کا رخِ عاصیاں سے آیا ہے

ضرور عکس ہے اس میں ہوائے طیبہ کا
یہ ایک جھونکا جو باغِ جناں سے آیا ہے

کیا ہے جس نے مرے قلب و روح کو سرشار
سُرور ایسا حرم کی اذاں سے آیا ہے

جمالِ گنبدِ خضرا جہاں ہے سایہ فگن
عجیب لطف نظر کو وہاں سے آیا ہے

طواف کرتی ہیں رحمت کی خوشبوئیں اس کا
ابھی ابھی جو ترے آستاں سے آیا ہے

انھی کے در کا یہ سب فیض ہے سحرؔ ورنہ
مجھے سخن کا سلیقہ کہاں سے آیا ہے؟

سیم و لعل و زر نہ گوہر چاہیئے
خاکِ دہلیزِ پیمبرؐ چاہیئے

میری پیشانی کو سجدوں کے لیے
ان کا نقشِ پائے اطہر چاہیئے

میری آنکھوں کی بصارت کے لیے
گنبدِ خضرا کا منظر چاہیئے

خوبیاں ان کی لکھے جب بھی قلم
روشنائی کو سمندر چاہیئے

صاحبِ اسرا کی مدحت کے لیے
طائرِ سدرہ کا شہپر چاہیئے

ان کا ذکرِ پاک ہو ہر ہر جگہ
روشنی یہ عام گھر گھر چاہیئے

شاہِ دیں کی نعت کی خاطر سحرؔ
قلبِ مضطر، دیدۂ تر چاہیئے

میں مدحِ سرکار کر رہا ہوں
کہ ذکرِ انوار کر رہا ہوں

ہے سامنے میرے سبز گنبد
نظر ضیا بار کر رہا ہوں

ہے ان کی مدحت مری زباں پر
لبوں کو گلبار کر رہا ہوں

میں سو رہا ہوں درود پڑھ کر
کہ بخت بیدار کر رہا ہوں

لیا ہے اسمِ عظیم کس کا؟
زباں کو سرشار کر رہا ہوں

شہِ مدینہ کا نام لے کر
میں پھول ہر خار کر رہا ہوں

میں دیکھتا ہوں یہ خوابِ طیبہ
کہ ان کا دیدار کر رہا ہوں

ہوں رحمتِ کُل کے سامنے مَیں
خطا کا اقرار کر رہا ہوں

سحؔر میں توصیف ان کی لکھ کر
قلم گہربار کر رہا ہوں

یہ جو ہیں سرکا کے در پہ منور سلسلے
رنگ اور خوشبو کے ہیں مصدر منور سلسلے

آپؐ کے آبائے پاک اور آپؐ کے اجداد کے
کہکشاں سے ہیں کہیں بڑھ کر منور سلسلے

آپؐ کی اولادِ پاک اور آپ کے اصحابؓ کے
نور اور نکہت کے ہیں محور منور سلسلے

انبیاء و اولیاء و اصفیاء و اتقیاء
کیسے کیسے ہیں سرِ محشر منور سلسلے

طائرِ سدرہ کے زیرِ سایہ ہالہ نور کا
اور براقِ نور کے شہپر منور سلسلے

آسمانوں سے زمیں تک روشنی ہے جلوہ گر
ہیں محیطِ بزمِ بحر و بر منور سلسلے

لازم و ملزوم ہیں اک دوسرے کے واسطے
آپؐ کی دہلیزِ پُر انور، منور سلسلے

ہر طرف پھیلے ہوئے سیرت کے جو انوار ہیں
ہیں ہماری زیست کے رہبر منور سلسلے

ظلمتوں کے تنگ حلقے سے میں ڈر سکتا نہیں
ہیں سحؔر دل کو مرے ازبر منور سلسلے

جس قدر ہیں رفتہ و موجود و آئندہ نقوش
سب سے بڑھ کر دینِ احمدؐ کے ہیں تابندہ نقوش

حشر تک باقی رہیں گے عالمِ ایجاد میں
سب کے سب احکامِ قرآنی ہیں پائندہ نقوش

دہر کے ظلمت کدے میں آج بھی ضو ریز ہیں
سیرتِ شاہؐ دو عالم کے ہیں تابندہ نقوش

آپؐ کے اقوال اور افعال کی صورت میں ہیں
اہلِ دل کے واسطے اب بھی درخشندہ نقوش

خاکِ طیبہ کا ہر اک ذرہ ہے اب بھی مستنیر
آپؐ کے پائے مطہر کے ہیں وہ زندہ نقوش

مکہ و طیبہ، نجف مشہد دمشق اور کربلا
صفحۂ ہستی پہ ہیں حق کے نمائندہ نقوش

روشنی کی جب ضرورت ہو سحرؔ لکھا کریں
حمد و نعت و منقبت سارے ہیں رخشندہ نقوش

یہ آپ ہی کا ہے شہِ ہر دو سرا شرف
ہم کو ملا جو اشرفِ مخلوق کا شرف

معراج کی سعادتِ عظمیٰ گواہ ہے
انسانیت کا آپ کے دم سے بڑھا شرف

سارے پیمبروں سے جدا آپ کا مقام
سارے پیمبروں سے بڑا آپ کا شرف

ہے آستانِ سرورِ دیں پر مری جبیں
اللہ! مرتبہ یہ مرا یہ مرا شرف

ہو جاؤں کاش خاکِ قدم میں حضورؐ کی
بیشک یہ ہو گا میرے لیے بے بہا شرف

اعزاز میرے واسطے ہے ذکر آپ کا
میرے لیے ہے آپ کا حرفِ ثنا شرف

لکھتا رہوں مَیں مدحتِ خیر الوریٰ سحرؔ
میرے نصیب میں ہو یہ صبح و مسا شرف

کسی بھی وصف کا ان کے حصار ناممکن
ستارے کتنے ہیں ان کا شمار ناممکن

بغیر ذکرِ الٰہی بغیر ذکرِ رسولؐ

ملے بشر کو سکون و قرار ناممکن

نہ جب تلک ہو درود و سلام وردِ زباں
مٹے دلوں سے دُکھوں کا غبار ناممکن

گھری ہوئی ہے مری جاں غموں کے طوفاں میں
بغیر ان کے یہ کشتی ہو پار ناممکن

یہ آپؐ ہی کی توجہ کا اک کرشمہ ہے
وگرنہ رشکِ بہاراں ہو خار ناممکن

بغیر آپ کی موجِ تبسمِ لب کے
چمن میں آئے ہوائے بہار ناممکن

سوائے ارضِ مدینہ تمام عالم میں
دکھائی دے کوئی ایسا دیار ناممکن

یہ ایک لمحہ غنیمت ہے، عمر میں ورنہ
ہے حاضری کا شرف بار بار ناممکن

بغیر آپ کی رحمت کے اک اشارے کے
ملے کسی کو بھی عز و وقار ناممکن

مرے لیے یہ سحرؔ نعت گوئی کی عزت
سوائے رحمتِ پروردگار ناممکن

ان کے دربار میں جو ہوئی حاضری
بن گئی حاصلِ زندگی حاضری

ایک اک نقش اب تک ہے دل میں مرے
خواب میں بھی وہاں گر ہوئی حاضری

روح الفت کی خوشبو سے معمور تھی
پھول بن کر تھی دل میں کھلی حاضری

میں تھا ڈوبا ہوا غم کے ظلمات میں
کر گئی ہر طرف روشنی حاضری

میرے چاروں طرف ہالۂ نور تھا
کیوں نہ سمجھوں اسے نقرئی حاضری

اشک تھمتے نہ تھے ایک پل آنکھ سے
حاضری تھی وہ کیا شبنمی حاضری

مدتوں بعد دیدار ان کا ہوا
مدتوں بعد حاصل ہوئی حاضری

دل مدینے کی خاطر تڑپنے لگا
پھر مری روح میں جاگ اٹھی حاضری

چشمِ نم کے سوا اشکِ غم کے سوا
نامکمل رہے گی مری حاضری

جب تلک آنکھ محوِ زیارت نہ ہو
حاضری ہے کہاں واقعی حاضری

جس میں اپنا نہ کچھ ہوش خود کو رہے
حاضری اصل میں ہے وہی حاضری

ان کی دہلیز پہ جا کے دیکھو سحرؔ
سب مٹا دے گی تیرہ شبی حاضری

کچھ نہیں چاہتا میں ان کی زیارت کے سوا
کوئی حسرت نہیں دیدار کی حسرت کے سوا

آپ کے در پہ چلا آیا ہوں اے شاہ امم
کچھ نہیں پاس مرے اشکِ ندامت کے سوا

جن و انسان کا اس کارگہِ ہستی میں
مقصدِ خلق بھلا کیا ہے عبادت کے سوا

موت برحق ہے کہ آنا ہے کسی دن اس کو
کچھ تمنا نہیں مومن کی شہادت کے سوا

بزمِ کونین کی آرائش و زیبائش کی
اور کچھ وجہ نہیں آپ کی خلقت کے سوا

یا نبیؐ امتِ اسلام کے پر دامن میں
کون سی چیز نہیں وحدتِ ملت کے سوا

کوئی نیکی ہی نہیں فردِ عمل کی زینت
نعت گوئی کی سحرؔ ایک سعادت کے سوا

آپؐ ام الکتاب لائے ہیں
زندگی کا نصاب لائے ہیں

آدمی کو بنا دیا انساں
آپؐ وہ انقلاب لائے ہیں

کبھی پیغام مٹ نہیں سکتا
جو رسالتمآبؐ لائے ہیں

آئینے میں وہ ماند کیسے پڑے؟
آپؐ جو آب و تاب لائے ہیں

اپنے دشمن کے واسطے بھی آپؐ
شفقتوں کے گلاب لائے ہیں

ڈوب سکتا نہیں جو محشر تک
آپؐ وہ آفتاب لائے ہیں

رحمتِ کل لقب ہے جن کا سحرؔ
رحمتیں بے حساب لائے ہیں

کیسے ممکن ہے کہ اُمت ہو نبی کوئی نہ ہو
ظلمتیں چاروں طرف ہوں روشنی کوئی نہ ہو؟

روشنی کی پیروی ہے لازمی اس کے لیے
جو یہ چاہے زندگی میں تیرگی کوئی نہ ہو

آپ کے حسنِ عمل کی روشنی ہے ہر طرف
کیسے ممکن چاند ہو اور چاندنی کوئی نہ ہو

کیسے ہو سکتا ہے تکمیل نبوت کے لیے
دورِ آخر میں نبی آخری کوئی نہ ہو

کیسے ممکن ہے نہ دیں ہو نوعِ انساں کے لیے
زندہ رہنے کو اصولِ زندگی کوئی نہ ہو

کس طرح ممکن سحرؔ ہے ہر زمانے کے لیے
آپؐ کے پیغام کی موجودگی کوئی نہ ہو

جب کبھی صلِ علیٰ پڑھتے ہوئے ہم سو گئے
خواب میں ان کی زیارت سے مشرف ہو گئے

آ گیا دل میں ہمارے نارسائی کا خیال
جب نسیمِ صبح کے جھونکے مدینے کو گئے

اپنی آنکھوں سے رواں اشکِ ندامت جب ہوئے
دامنِ عصیاں کے جتنے داغ تھے سب دھو گئے

گلشنِ خلدِ مدینہ سے جدائی کے خیال
خارِ غم کتنے ہماری کشتِ جاں میں بو گئے

پھر کہاں زیرِ زمیں ظلمت رہی باقی سحؔر
آپؐ محوِ خواب جب خاکِ زمیں میں ہو گئے

چاہتا ہو جو بھی جینے کی بہار
دیکھ لے جا کر مدینے کی بہار

اس کے آگے کیا بہارِ خلد ہے؟
جس نے دیکھی ہو مدینے کی بہار

فاطمہ، شبیر، شبر، مرتضیٰ
آپ کے اپنے سفینے کی بہار

کر گئی ہے مشک و عنبر کو بھی ماند
ان کے عطر آگیں پسینے کی بہار

ہجرِ طیبہ میں جو میرے دل پہ ہیں
داغ ہیں یہ میرے سینے کی بہار

جگمگا اٹھی ہے ان کی یاد سے
خاتمِ دل کے نگینے کی بہار

گنبدِ خضرا کی صورت دیکھی لی
عرش کے پر نور زینے کی بہار

دیکھ لے خم خانۂ عشقِ نبیؐ
دیکھنا جو چاہے پینے کی بہار

دیکھتے ہیں رشک سے قدسی سحؔر
میری نعتوں کے خزینے کی بہار

دل میں ان کا جو نور ہو جائے
رشکِ صد کوہِ طور ہو جائے

آپ کا نامِ پاک لیتے ہی
غم کا دریا عبور ہو جائے

چشمِ سرکار کی توجہ سے
تیرگی ساری دور ہو جائے

آپ کے آستانِ اقدس پر
حاضری پھر حضورؐ ہو جائے

آپ چاہیں تو حشر میں ہم پر
لطفِ ربِّ غفور ہو جائے

نعت پڑھئے سحرؔ لبِ کوثر
ایک جامِ طہور ہو جائے

چارہ گرِ مصائب و آلام آپؐ ہیں
یعنی علاجِ گردشِ ایام آپؐ ہیں

تازہ رہے گا جس کا ہر اک حرف تا ابد
اللہ کا وہ آخری پیغام آپؐ ہیں

بعد آپؐ کے نہ آئے گا کوئی پیامبر
پیغمبری کے باب کا اتمام آپؐ ہیں

سب سے بزرگ و برتر و اعلیٰ خدا کے بعد
سب سے عظیم سب سے بڑا نام آپؐ ہیں

ہم کو بچا دیا ہے بھٹکنے سے حشر تک
ہادی ہماری زیست کے ہر گام آپؐ ہیں

ساری حیاتِ طیّبہ شاہد ہے آپؐ کی
اسلام آپؐ ہادیٔ اسلام آپؐ ہیں

حق تو یہ ہے کہ نوعِ بشر کے لیے سحرؔ
اقبال و جاہ و عزت و اکرام آپؐ ہیں

حیات کچھ بھی نہیں ان کی آرزو کے بغیر
اجاڑ دل ہے مرا ان کی جستجو کے بغیر

میں ان کا نام جو لوں میری آنکھ بھر آئے
نماز ہو نہیں سکتی کبھی وضو کے بغیر

ہے ان کی یاد مری زندگی کا سرمایہ
شگفتہ پھول نہیں کوئی رنگ و بو کے بغیر

نہیں بغیر خلوص آپ کی ثنا ممکن
کہ جیسے ہو نہیں سکتا جگر لہو کے بغیر

سحرؔ نظر کے لیے لازمی مدینہ ہے
کہاں تصورِ مے ہے کسی سبو کے بغیر

درِ اقدس پہ نظر محوِ تلاوت گزری
ایک اک سانس مری وقفِ عبادت گزری

کوئی نیکی ہی نہیں میرے تہی دامن میں
زندگی ساری مری غرقِ ندامت گزری

سارا قرآں ہے قصیدہ شہِ دو عالم کا
ایک اک میری نگاہوں سے ہے آیت گزری

جب مدینے سے چلا یوں ہوا محسوس مجھے
جیسے یک لخت مرے دل پہ قیامت گزری

آج کی رات بھی وہ خواب میں آئے نہ سحرؔ
آج کی رات بھی محرومِ زیارت گزری

چمکے کبھی جو میرا ستارہ نصیب کا
بن جاؤں ذرہ خاکِ دیارِ حبیب کا

عشقِ رسولِ پاک ہی وہ عشقِ خاص ہے
جس میں نہیں خیال کسی بھی رقیب کا

چاہے جسے خدا یہ سعادت عطا کرے
مدحِ رسول کام نہیں ہر ادیب کا

ہر دم ہمارے دل میں مدینے کی یاد ہے
ہرگز نہیں گمان بھی دور و قریب کا

اعزاز مجھ کو بخش دیا نعت کا سحرؔ
احسان مند ہوں میں خدائے مجیب کا

پنجتنؑ

قرآن سے جو پوچھی کبھی شانِ پنجتنؑ
ہر آیۂ خدا ملی شایانِ پنجتنؑ

حسنینؑ اور بتولؑ علیؑ اور مصطفٰےؐ
اللہ کا انتخاب ہیں ارکانِ پنجتنؑ

خوشبو ہر ایک پھول کی تازہ ہے تا ابد
صبحِ ازل کھلا جو گلستانِ پنجتنؑ

ان کے طفیل ارض و سما کی ہیں رونقیں
ہے ساری کائنات پہ احسانِ پنجتنؑ

منسوب ہے حدیثِ کسا ان کے نام سے
دنیا و دیں ہیں تابعِ فرمانِ پنجتنؑ

صبحِ مباہلہ ہی نہیں اس سے مستنیر
ہر دن رواں ہے چشمۂ فیضانِ پنجتنؑ

اس کی نظر میں ہیچ ہے مال و زرِ جہاں
حاصل جسے ہے دولتِ عرفانِ پنجتنؑ

اس کو بھلا ہو حشر کی گرمی کا خوف کیا؟
جس کو ملا ہو سایۂ دامانِ پنجتنؑ

ہو گا درِ نجات کھلا اس کے واسطے
ہو جس کے حق میں حشر کو میزانِ پنجتنؑ

سرشار ہو جو بادۂ الفت کے جام سے
وہ کیوں نہ جان و دل سے ہو قربانِ پنجتنؑ

میرا قلم نہیں ہے کسی غیر کے لیے
صد شکر میں سحرؔ ہوں ثنا خوانِ پنجتنؑ

قصیدۂ ولایت

وا ہے غدیرِ خم میں میخانۂ ولایت
بھر بھر کے پی رہے ہیں سب بادۂ ولایت

مستِ مئے علیؑ ہے مستانۂ ولایت
دیوانۂ علیؑ ہے دیوانۂ ولایت

منبع ہے آگہی کا سرچشمۂ ولایت
ہے شخصیت علی کی سرمایۂ ولایت

ہے زندگی کا محور ہے روشنی کا محور
مرکز اُصولِ دیں کا ہے خیمۂ ولایت

نورِ ازل ہے اس میں نورِ ابد ہے اس میں
کتنا حسین و روشن ہے چہرۂ ولایت

ہے جلوہ ریز جس میں عکسِ رخِ حقیقت
ذاتِ علیؑ ہے ایسا آئینۂ ولایت

گردِ نبیؐ مرسل حق کے مدار میں ہے
گردش میں ہے مسلسل سیارۂ ولایت

ہے لہجۂ علیؑ کا گفتارِ حق میں پرتو
گفتارِ حق کا پرتو ہے لہجۂ ولایت

طیبہ ہو یا نجف ہو دونوں کی ایک منزل
وہ زینۂ رسالت یہ زینۂ ولایت

دونوں کی ایک عزت دونوں کی ایک حرمت
اک قریۂ رسالت اک قریۂ ولایت

فیضِ جہاں کی خاطر کب سے کھلا ہوا ہے
معمورۂ نجف میں دروازۂ ولایت

اس کی مہک ازل سے اس کی مہک ابد تک
شاخِ علیؑ پہ چٹکا جو غنچۂ ولایت

بوئے رسولؐ اس میں بارہ ہیں پھول اس میں
مہکا ہوا ہے اب تک گلدستۂ ولایت

دنیا و دیں ہیں اس کے بے انت دائرے میں
دونوں جہاں میں ظاہر ہے جلوۂ ولایت

ہم نے تو جب بھی سوچا ہم نے تو جب بھی دیکھا
قرآن سر بہ سر ہے اک آیۂ ولایت

لطفِ حیات اس میں لطفِ ممات اس میں
کیفِ وفا سے پُر ہے پیمانۂ ولایت

ایمان کا جہاں ہے، عرفان کا جہاں ہے
محرابِ بندگی میں اک سجدۂ ولایت

بے آسرا نہیں ہیں اہلِ جہاں ابد تک
سب کے سروں پہ قائم ہے سایۂ ولایت

کونین کی حدوں کا کرتا ہے یہ احاطہ
کتنا بلند و بالا ہے پایۂ ولایت

جو چاہے مانگ لیجے جتنا بھی مانگ لیجے
لعل و گہر سے پُر ہے گنجینۂ ولایت

کاسہ بدست کب سے میں منتظر ہوں مولا!
مجھ کو بھی بخش دیجے اک جرعۂ ولایت

دل میں علی علی ہے لب پر علی علی ہے
ہر سمت گونجتا ہے یہ نعرۂ ولایت

شام و سحرؔ زباں پر نادِ علی رواں ہے
رخسارِ عشق پر ہے یہ غازۂ ولایت

مولا علیؑ

ہر مصیبت میں مرا مشکل کشا مولا علیؑ
میرا مرشد میرا ہادی رہنما مولا علیؑ

فاطمہ کے سر کا تاج اور والدِ حسنین ہے
سب سے بڑھ کر ہے وصیِ مصطفیٰؐ مولا علیؑ

آفتابِ فکر و حکمت، ماہتابِ معرفت
قصرِ ایمانی کی ہے محکم بنا مولا علیؑ

خیبر و خندق ہو یا بدر و اُحد کا معرکہ
سرخرو ہر جنگ میں شیرِ خدا مولا علیؑ

شہرِ علم و فضل و دانش مصطفیٰؐ کی ذات ہے
در ہے ایسے شہرِ علم و فضل کا مولا علیؑ

بخش دی جس نے قطار اونٹوں کی سائل کے لیے
وہ سخاوت کا سمندر ہے مرا مولا علیؑ

جس کی خاطر ڈوبتا سورج پلٹ کر آ گیا
وہ امامِ انس و جاں ہے با خدا مولا علیؑ

یاد ہے فرمانِ ختم المرسلیںؐ اب بھی سحرؔ
جس کا مولا ہوں میں ہے اس شخص کا مولا علیؑ

حسنؑ

میں دیکھتا ہوں تصور میں جب بھی سوئے حسنؑ
دکھائی دیتا ہے ماہِ تمام روئے حسنؑ

عدو بھی آپؑ کے کردار کا دلی قائل
ہے عکسِ اُسوۂ شاہِؐ انام خوئے حسنؑ

رضا و ضبط کا معیارِ آخری ہیں وہی
تلاشِ حلم اگر ہے تو جاؤ کوئے حسنؑ

زمانہ چاہتا ہے فتنہ و فساد مٹے
جہانِ امن کو اب بھی ہے جستجوئے حسنؑ

ہیں صلح و جنگ گلستانِ زیست کے پہلو
جہاد رنگِ حسینؑ اور صلح بوئے حسینؑ

ہے سائلوں کا ہجوم ان کے آستاں پہ سحرؔ
بنامِ جود و سخا بہہ رہی ہے جوئے حسنؑ

دینِ محمدیؐ کو بچایا حسینؑ نے
گھر بار اپنا سارا لٹایا حسینؑ نے

یہ دیکھ کر فلک پہ فرشتے بھی جھک گئے
سجدے میں اپنا سر جو جھکایا حسینؑ نے

قرآن سے جدا نہ کبھی رہ سکے حسینؑ
قرآن نیزے پر بھی سنایا حسینؑ نے

صبر و رضا کی راہ پہ قربان ہو گئے
صبر و رضا کا مان بڑھایا حسینؑ نے

ہر ذرہ کربلا کا چمکتا ستارہ ہے
اس خاک کو ہے عرش بنایا حسینؑ نے

باطل نہ حق کے سامنے آئے گا حشر تک
باطل کا ہر نشان مٹایا حسینؑ نے

جس پر ہمیشہ چلتے رہیں گے خدا پرست
رستہ وہ زندگی کا دکھایا حسینؑ نے

انسانیت کے اجڑے ہوئے باغ کو سحرؔ
اپنے لہو کے ساتھ سجایا حسینؑ نے

دشت میں خاموش یوں اک بولتا قرآن ہے
سرخ خوں کی رحل ہے اور خاک کا جز دان ہے

سر کٹا کر تو نے زندہ کر دیا اسلام کو
دین پر ابنِ علیؑ! تیرا بڑا احسان ہے

کتنا مشکل ہے یہ غازی کے علم سے پوچھیے
یوں وفا کا نام لینا کس قدر آسان ہے

کیا یہی آدابِ مہمانی ہیں کچھ تو ہی بتا
کربلا اے کربلا! پیاسا ترا مہمان ہے

سسکیوں کی گونجتی ہے چار سو اب بھی صدا
ایک ننھی قبر ہے اور شام کا زندان ہے

آنکھ ہے تاریخِ انسانی کی اس سے خونچکاں
حلق میں معصوم کے جو ظلم کا پیکان ہے

کٹ تو سکتے ہیں مگر اہلِ وفا جھکتے نہیں
برسرِ نوکِ سناں یہ عشق کا اعلان ہے

زندۂ جاوید رہ کر اس نے ثابت کر دیا
راستہ ہے زیست کا جو موت کا میدان ہے

کٹ کے اک سر کس طرح محوِ تلاوت ہو گیا؟
عقلِ انساں آج تک اس بات پر حیران ہے

داستاں ایسی بھی ہے اک داستانوں سے الگ
سرخیٔ خونِ وفا جس کا سرِ عنوان ہے

کربلا ہے خیر و شر کے درمیاں اک امتیاز
جس سے قائم عظمتِ آزادیٔ انسان ہے

میں شہیدانِ وفا کا ہوں سحرؔ اک مدح خواں
کربلا والوں کے غم سے پُر مرا دیوان ہے

چاروں طرف ہے میرے فضائے غمِ حسینؑ
ہر سو مہک رہی ہے ہوائے غمِ حسینؑ

خوشیاں نہیں قبول بجائے غمِ حسینؑ
غم بھی نہ دے الٰہی سوائے غمِ حسینؑ

صد شکر اب زمانے کا ہم کو نہیں ہے غم
سایہ فگن ہے سر پہ ردائے غمِ حسینؑ

آنکھوں میں آنسوؤں کی روانی نہیں ہے یہ
ضو بار و ضو فشاں ہے ضیائے غمِ حسینؑ

ہو گا ہمارا حامی و ناصر یہ حشر میں
بخشے گا ہم کو خلد کے سائے غمِ حسینؑ

جنت کے سایہ دار شجر جن کا مول ہیں
گوہر وہ معرفت کے لٹائے غمِ حسینؑ

ہر رنج ہر بلا میں سحرؔ مطمئن ہوں میں
یہ راحت و سکوں ہے عطائے غمِ حسینؑ

دل میں مرے جو غم کا دجلہ گرتا ہے
آنکھوں سے وہ قطرہ قطرہ گرتا ہے

ریزہ ریزہ ہو جائے گا پتھر بھی
اس انداز سے اک آئینہ گرتا ہے

تلواریں گرتی ہیں یوں تلواروں پر
شعلے پر جیسے اک شعلہ گرتا ہے

پیاس کی ایسی شدت طاری ہے ہر سُو
اک اک موج پہ نہر کنارہ گرتا ہے

دشتِ بلا کی دور ہو جس سے تاریکی
اک اک کر کے ہر مہ پارہ گرتا ہے

تیرِ ستم کھا کر وہ پھول گرا ایسے
ہاتھوں سے جیسے سیپارہ گرتا ہے

شاید قلم ہوئے ہیں بازو غازی کے
اک اک ننھے ہاتھ سے کوزہ گرتا ہے

زین سے یوں آیا وہ فرشِ مقتل پر
فلک سے جیسے ایک ستارہ گرتا ہے

یہ ہے کسی کے غم کا اک اعجاز سحرؔ
کاغذ پر خوں لمحہ لمحہ گرتا ہے

دشتِ بلا میں آج گلستاں اُسی کا ہے
ایک ایک گُل میں جوشِ بہاراں اسی کا ہے

جس نے لہو سے اپنے جلائے دیئے کئی
پلکوں پہ میری سارا چراغاں اُسی کا ہے

نوعِ بشر کو جبرِ غلامی سے دی نجات
انسانیت پہ آج بھی احساں اسی کا ہے

ہر صبح آسماں پہ جو سرخی ہے خون کی
دیکھو جو غور سے تو گریباں اسی کا ہے

لاکھوں کی فوج کا تو نشاں بھی نہیں رہا
تنہا و بے نوا تھا جو میداں اسی کا ہے

اشکِ عزا نے سارے گناہوں کو دھو دیا
جاری یہ اب بھی چشمۂ فیضاں اسی کا ہے

روشن اسی کے دم سے ہیں ظلمات جہل کے
دل جس سے جگمگائے وہ عرفاں اسی کا ہے

میں بھی سحرؔ غلام شہِ مشرقین ہوں
ہر اہلِ درد تابعِ فرماں اسی کا ہے

دہر سے مٹائی یوں شب کی تیرگی تو نے
عام کر دیا ہر سُو نامِ روشنی تو نے

اے حسینِ حق آثار ابنِ حیدرِ کرارؑ
ذہنِ نوعِ انساں کو دی ہے آگہی تو نے

موت کو ہرایا ہے تو نے برسرِ میداں
زندگی کو بخشی ہے عمرِ دائمی تو نے

صبر کے تسلسل سے شدتِ تحمل سے
دھار کاٹ کر رکھ دی تیغِ جبر کی تو نے

صفحۂ زمانہ پر مثل ہے کہاں اس کی؟
داستاں لکھی ہے خوں سے جو نئی تو نے

خاک کے مصلّے پر کر کے سجدۂ آخر
کی ہے خون سے اپنے شرحِ بندگی تو نے

موج موج دریا کی آج بھی تڑپتی ہے
دشت میں دکھایا وہ اوجِ تشنگی تو نے

تیرے ذکر نے مردہ لفظ کر دیئے زندہ
یوں سحر کے شعروں کی دی ہے زندگی تو نے

نقوشِ صحرا

وہ ایک صحرا
نقوش ہیں جس کے ثبت اب بھی
ابد کی تاریخ کے ورق پر
وہ ایک صحرا
ملوکیت کے ستم کی تشہیر بن گیا ہے
تو حریت کا نشانِ عظمت، نشانِ توقیر بن گیا ہے

وہ ایک دریا
کہ جس کا پانی تھا بند پیاسوں کے قافلے پر
وہ ایک دریا
جفا کی تحریر بن گیا ہے

وہ ایک لشکر
بہتر اصحابِ باوفا کا
نہیں ہے جس کی مثال اب بھی
وہ ایک لشکر
وفا و صبر و رضا کی تصویر بن گیا ہے

وہ ایک تیرِ ستم
جو معصوم کے گلے میں ہوا ترازو
وہ حلقِ انسانیت میں چبھتا ہوا ہے کانٹا

وہ ایک غنچہ
جو کھل نہ پایا
تو اپنے ہی خوں سے ایسے گلرنگ ہو گیا ہے
کہ جیسے کوئی گلاب مہکا

وہ ایک پرچم
کہ جس کی خاطر کٹے تھے مہر و وفا کے بازو
وہ اور بھی سر بلند ہو کر نشانِ عزم و عمل بنا ہے

وہ ایک نیزہ
جو سینۂ نوجواں میں گڑ کے شکستِ دستِ اجل بنا ہے
ضعیف و ناچار اک پدر کا وہ امتحانِ وفا
کہ خوابِ خلیلؑ کی ترجمان تعبیر بن گیا ہے

وہ ایک خنجر
جو دستِ باطل میں تھا
رگِ حق کو قطع کرنے چلا تھا
لیکن خود اپنی ہی دھار سے اسی نے وجودِ باطل کو کاٹ ڈالا

وہ ایک سجدہ
جو تپتی ریتی پہ عشق نے جب ادا کیا
تو زمینِ کرب و بلا پہ تھا ہر طرف اُجالا
یہی اجالا ہے تا قیامت
جو حریت کے نشانِ منزل کی زندہ تقدیر بن گیا ہے

وہ ایک خیمہ
جو ظلم کی آگ میں جلا تھا
اُسی کی خاکسترِ نہاں سے
وفا و صبر و رضا کا قصرِ بلند تعمیر ہو گیا ہے

وہ ایک سر
جو بلند نیزے کی نوک پر تھا
کتابِ حق کی وہ زندہ تفسیر ہو گیا ہے

وہ ایک شامِ مسافرت
جس کی تیرگی پر تھا ظلم و جور و ستم کا سایہ
ہزار صبحوں کی زندگی کو طلوعِ تنویر بن گئی ہے

وہ اک طمانچہ
جو روئے معصوم پر لگا تھا
وہی طمانچہ ستم کے منہ پر
مہیب رسوائیوں کی کالک کو مل گیا ہے

وہ ایک آنسو
جو چشمِ معصوم سے بہا تھا
وہ ایک آنسو
وفا کے طوفاں میں ڈھل گیا ہے
رضا کے معنی بدل گیا ہے

وہ ایک چادر
جو چھن گئی تھی سرِ مقدس سے
آج وہ چادرِ مطہر
زمانے کی سر برہنگی ڈھانپنے کی خاطر
وسیع اک سائبانِ تطہیر بن گئی ہے

وہ ایک طوقِ گراں
جو اک مردِ حر کی گردن میں تھا
وہی طوق
آج جبر و ستم کے پاؤں کی سخت زنجیر بن گیا ہے

وہ ایک لہجہ
وہ ایک شعلہ، وہ ایک نعرہ
فضائے جبر و ستم میں گونجا
تو جراُتوں کی عظیم تقریر بن گیا ہے
ملوکیت کے مقابلے میں خدا کی تکبیر بن گیا ہے

آسمانِ کربلا میں کیا تھی پروازِ حسینؑ
جاننا چاہو تو دیکھو سوئے شہبازِ حسینؑ

تھیں کہاں زینبؑ فقط ہمشیر بھائی کے لیے
ان کی ذاتِ پاک تھی ہم کار و ہمرازِ حسینؑ

خود شہادت کے لیے سجدے میں سر کٹوا دیا
منفرد اور مختلف سب سے ہے اندازِ حسینؑ

دشمنانِ حق کا سارا شور کب کا دب چکا
گونجتی ہے آج بھی دنیا میں آوازِ حسینؑ

سر ہے مصروفِ تلاوت برسرِ نوکِ سناں
ہے جہانِ عشق میں اک یہ بھی اعجازِ حسینؑ

ایک اک نقشِ کفِ پا اس کا شاہد ہے سحرؔ
دینِ محکم کے لیے کیا تھی تگ و تازِ حسینؑ

فاطمہؑ

طیبہ ہیں فاطمہؑ اور طاہرہ ہیں فاطمہؑ
عابدہ ہیں فاطمہؑ اور زاہدہ ہیں فاطمہؑ

ان کی ہستی ہے خدیجہؓ ہی کا اک عکسِ جمیل
شخصیت دیکھو تو مثلِ آمنہ ہیں فاطمہؑ

عصمت و عفت میں ان کا کوئی ثانی ہی نہیں
رشکِ مریمؑ اور فخرِ ہاجرہؑ ہیں فاطمہؑ

ناز کرتی ہیں بجا جس شخصیت پر مومنات
اہلِ جنت کی وہ میرِ قافلہ ہیں فاطمہؑ

جس سے محکم ہے عمارت دینِ ابراہیم کی
اس عمارت کا اک ایسا زاویہ ہیں فاطمہؑ

جس میں پرتو ہے رسول اللہ کے کردار کا
سیرتِ اقدس کا ایسا آئنہ ہیں فاطمہؑ

اک سے بڑھ کر اک حیا کی ہوں گی تصویریں سحرؔ
حق مگر یہ ہے کہ ان میں فاطمہؑ ہیں فاطمہؑ

مرے آقا مرے سلطان چلا آیا ہوں
بن کے میں آپ کا مہمان چلا آیا ہوں

آپ نے یاد جو فرمایا تو کیسے رُکتا
چھوڑ کر سب سر و سامان چلا آیا ہوں

آپ کے در پہ ہی تسکین ملے گی اس کو
دل جو میرا تھا پریشان چلا آیا ہوں

آپ چاہیں تو اسے رشکِ بہاراں کر دیں
لے کے اپنا دلِ ویران چلا آیا ہوں

گرمئ روح تو ساری ہے مری طیبہ میں
ہو نہ جائے کہیں نقصان چلا آیا ہوں

ذوقِ نظارہ کا رہ رہ کے خیال آتا ہے
کھو نہ جائے کہیں وجدان چلا آیا ہوں

میں نہیں جانتا ایمان کے معنی کیا ہیں
جانبِ مرکزِ ایمان چلا آیا ہوں

ہر کسی کے تو مقدر میں نہیں یہ نعمت
مجھ پہ مولا کا ہے احسان چلا آیا ہوں

حاضری کی مجھے اک بار سعادت مل جائے
دل میں تھا بس یہی ارمان چلا آیا ہوں

سحؔر اس خطۂ جنت کو بھلا کیوں چھوڑا؟
کیوں مدینے سے میں ملتان چلا آیا ہوں

کیسے ہو سکتا ہے اُمت ہو نبی کوئی نہ ہو
ظلمتیں چاروں طرف ہوں روشنی کوئی نہ ہو؟

روشنی کی پیروی ہے لازمی اس کے لیے
جو یہ چاہے زندگی میں تیرگی کوئی نہ ہو

کیسے ممکن ہے بھٹکتی آدمیّت کے لیے
رہبرِ کامل برائے رہبری کوئی نہ ہو

جنگ میں اُلجھی ہوئی انسانیت کے واسطے
کیسے ہو سکتا ہے راہِ آشتی کوئی نہ ہو

اس لیے وہ لے کے آئے ہیں ہدایت کا چراغ
تا کہ آئندہ جہاں میں تیرگی کوئی نہ ہو

آپ کے حسنِ عمل کی روشنی ہے چار سُو
کیسے ممکن چاند ہو اور چاندنی کوئی نہ ہو

کیسے ممکن ہے نہ دیں ہو نوعِ انساں کے لیے
زندہ رہنے کو اصولِ زندگی کوئی نہ ہو

کس طرح ممکن سحر ہے ہر زمانے کے لیے
آپؐ کے پیغام کی موجودگی کوئی نہ ہو